یاسر محمد خان

بھارت اور اسرائیل کے خفیہ تعلقات کی کہانی

والٹرایٹن (Walter Eyton) ۱۹۵۰ء کی دہائی میں اسرائیلی وزارتِ خارجہ کا ڈائریکٹر جنرل تھا۔اس نے ۱۹۵۲ء میں دہلی کا دورہ کیا اور بھارت کو تعلقات کی پیشکش کی لیکن وزیراعظم نہرو نے انکار کردیا۔ بھارتی حکمران شروع دن سے اسرائیل کے خلاف تھے۔۱۹۴۵ء کے بعد جب یہودی مقبوضہ بیت المقدس میں جمع ہونا شروع ہوئے تو گاندھی اور نہرو ہندوستان کے پہلے دو لیڈر تھے جنہوں نے اسرائیل کے قیام کی مخالفت کی۔گاندھی کا کہنا تھا:''بیت المقدس پر فلسطینیوں کا حق ہے اور خطے میں یہودی ریاست کا قیام مشرق وسطیٰ کے امن کو پارہ پارہ کردے گا۔'' ۱۴رمئی ۱۹۴۸ء کو جب اسرائیل قائم ہوا تو نہرو نے بیان دیا:''اسرائیل دنیا میں پاکستان جیسی دوسری مذہبی ریاست ہے۔'' نہرو اور اس سے پہلے گاندھی اسرائیل کی بجائے عربوں سے تعلقات استوار کرنا چاہتے تھے'اس کی بڑی وجہ عربوں کا تیل اور عرب ریاستوں میں کاروبار کے وسیع مواقع تھے۔ بھارت ایک بڑا ملک تھا'اسے اپنے سائز اور آبادی کے لحاظ سے تیل کی زیادہ ضرورت تھی۔ایک اندازے کے مطابق ۲۰۱۰ء میں بھارت دنیا میں تیل استعمال کرنے والا دوسرا بڑا ملک بن جائے گا۔ پہلا ملک چین ہوگا۔ بہرحال یہ بات ہے ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائی کی۔اس وقت بھی بھارت کو زیادہ تیل اور کاروبار کے زیادہ مواقع درکار تھے۔چنانچہ بھارت واضح طور پر عربوں کی طرف جھک گیا اور اس نے ہر پالیسی، ہر ایشو پر عربوں کی حمایت کی۔عربوں کی حمایت پر مبنی اس سفارتکاری کی بنیاد نہرو نے رکھی تھی اور یہ سلسلہ پورے ۴۰ سال تک جاری رہا لیکن پھر ۱۹۹۲ء میں اچانک بھارت نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کر کے پوری دنیا کو حیران کردیا۔تل ابیب اور نئی دہلی میں دونوں ممالک کے سفارت خانے قائم ہوئے اور دونوں ممالک کے اعلیٰ عہدیداروں نے ایک دوسرے کے ملک میں دورے شروع کردیئے اور یوں دونوں ممالک اتنے قریب آ گئے جتنے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کی دہائی میں بھارت اور روس ہوا کرتے تھے۔

دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اسرائیل اور بھارت کے تعلقات اچانک قائم ہوئے تھے لیکن اس ''اچانک'' کی بھی ایک باقاعدہ تاریخ ہے۔اس اچانک کا آغاز ۱۹۵۶ء میں ہوا'جب نہرو نے بغیر کوئی وجہ بتائے اور بغیر کسی ہوم ورک کے اسرائیل کو اچانک تسلیم کرلیا۔اس وقت بھی بھارت اور بین الاقوامی سطح پر نہرو سے اس ''اچانک'' کی وجہ دریافت کی تو ان کا جواب بہت دلچسپ تھا ۔انہوں نے کہا:''اسرائیل اب ایک آزاد اور خودمختار ملک بن چکا ہے'لہٰذا اسے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں'ہاں!البتہ اس کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں میری پالیسی اسی طرح جاری رہے گی۔'' دوسرا اچانک ۱۹۶۰ء میں وقوع پذیر ہوا۔ان دنوں بھارت اور چین کے درمیان سرحدی کھنچاؤ پایا جاتا تھا۔چین کے سلسلے میں بھارت کی انٹیلی جنس کمزور تھی۔چنانچہ اسرائیل نے ''را'' کو چینی افواج کی نقل وحمل کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کی پیشکش کی۔''را'' نے یہ آفر قبول کرلی۔یوں لندن میں موجود

اسرائیلی سفارت خانے نے بھارتی ہائی کمیشن کو خفیہ اطلاعات دینا شروع کر دیں۔ یہ اطلاعات لندن سے دہلی جاتی تھیں۔

۱۹۶۲ء میں جب چین بھارت جنگ ہوئی تو اس جنگ میں اسرائیل نے بھارت کو انٹیلی جنس کے آلات اور ہتھیار فراہم کئے۔ یوں پہلی بار بھارت اور اسرائیل کے مابین سربراہ تا سربراہ تعلقات استوار ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء اور بعد ازاں ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی اسرائیل نے کھل کر بھارت کی مدد کی۔ اسرائیل نے بھارت کو خفیہ اطلاعات اور ہتھیار فراہم کئے۔ یہ دونوں جنگیں ''موساد'' اور ''را'' کو ایک دوسرے کے قریب لے آئیں اور دونوں اسلامی دنیا میں مل کر کام کرنے لگیں۔ تعلقات کا یہ سلسلہ جاری رہا لیکن بھارت نے کبھی کھل کر اس کا اعتراف نہ کیا۔ اس کی دو بڑی وجوہ تھیں: ایک روس اور دوسرے عرب۔ بھارت کمیونسٹ بلاک کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ اس کے روس کے ساتھ انتہائی گرم جوش تعلقات تھے۔ روس اسے اربوں ڈالر کی امداد، اسلحہ اور بزنس دیتا تھا۔ عربوں کے ساتھ بھارت کے کاروباری تعلقات تھے۔ عرب بھارت کو سستا تیل فراہم کرتے تھے اور اس کے لاکھوں مزدوروں اور کاریگروں کو نوکریاں دیتے تھے جبکہ یہ دونوں بلاک اسرائیل کے خلاف تھے۔ بھارت کو خطرہ تھا کہ اگر اس نے اسرائیل کے ساتھ کھلے تعلقات قائم کر لیے تو دونوں بلاک اس کے ساتھ ناراض ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں بھارت کو اربوں ڈالر سالانہ نقصان ہوگا۔ ۱۹۹۰ء میں جب سوویت یونین ٹوٹ گیا اور جنگ خلیج کی شکل میں امریکہ کا عذاب خلیج پر نازل ہو گیا تو بھارت کو سفارتی آزادی مل گئی۔ لہٰذا وہ ۱۹۹۲ء میں اسرائیل کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھ گیا۔

۱۹۹۲ء میں اسرائیل اور بھارت کے تعلقات تو استوار ہوئے لیکن یہ تعلقات ابھی اتنے گہرے نہیں ہوئے تھے کہ بھارت ان سے کوئی بڑا فائدہ اٹھا سکتا۔ تعلقات میں گہرائی کا اصل ''سہرا'' ایل کے ایڈوانی کے سر بندھتا ہے۔ ۱۹۹۴ء میں جب ایڈوانی اپوزیشن لیڈر تھا تو اسرائیل نے اسے تل ابیب کے دورے کی دعوت دی۔ ''موساد'' اس وقت تک ایڈوانی کے سیاسی مستقبل کا اندازہ لگا چکی تھی۔ اسے معلوم ہو چکا تھا جلد یا بدیر بی جے پی جیسی متشدد جماعت بھارت کی حکمران بنے گی اور اس حکومت میں ایل کے ایڈوانی مرکزی حیثیت حاصل کرے گا۔ موساد کا یہ بھی خیال تھا کہ کبھی نہ کبھی ایل کے ایڈوانی بھارت کا وزیر اعظم بنے گا۔ لہٰذا ایڈوانی کو متاثر کرنا ضروری ہے۔ ایڈوانی نے اس آفر کا مثبت جواب دیا۔ وہ اسرائیل کے دورے پر گیا' اس وقت نیتن یاہو اسرائیل کا کرتا دھرتا تھا۔ اس نے ایڈوانی کو دہشت گردی کے خلاف لکھی ہوئی اپنی کتاب پیش کی۔ یہ کتاب آج تک ایڈوانی کے پاس ہے اور وہ اپنی تمام تقریروں کے لیے اس کتاب سے حوالہ جات لیتا ہے۔ اسرائیل کے دورے کے بعد ایڈوانی امریکہ گیا اور وہاں اس کی امریکہ میں موجود ارب پتی یہودیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ ارب پتی یہودی اس وقت ایڈوانی کے ذاتی دوست ہیں۔ ان دوروں کے بعد جب بی جے پی اقتدار میں آئی اور ایل کے ایڈوانی پورے اختیارات کے ساتھ اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ ہی اسرائیل کے سفارتی، سیاسی اور عسکری مورچوں میں پہنچ گیا۔ اس وقت اسرائیل بھارت کا سب سے بڑا پارٹنر اور دوست ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے بھارت' اسرائیل کے اتنا قریب کیوں آ گیا؟ اس میں بھارت کے دو بڑے مفاد ہیں: بھارت بین الاقوامی تجارت میں زیادہ سے زیادہ حصہ چاہتا ہے اور اسرائیل کی مدد سے وہ اپنا یہ ہدف حاصل کر سکتا ہے کیونکہ

دنیا کے تمام بڑے کاروباری ادارے، ممالک اور کمپنیاں یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ نمبر دو بھارت امریکہ سے بحر ہند میں اس مقام کا خواہاں ہے جو اس وقت مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو حاصل ہے۔ بھارت کا یہ خواب بھی اسرائیل کی مدد کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا۔ اسرائیل اور امریکہ بھارت کی اس کمزوری سے واقف ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۸ء میں امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ طے پایا جسے عرف عام میں ''واشنگٹن، تل ابیب، دہلی اتحاد'' کہتے ہیں۔ یہ اتحاد اسلام اور کمیونزم کے خلاف قائم ہوا اور تینوں قوموں نے ایک دوسرے کو یقین دلایا کہ وہ اسلام اور کمیونزم کو مشترکہ دشمن سمجھتے ہیں اور تینوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس معاہدے کے بعد اسرائیل نے بھارت کو انٹیلی جنس اور اسلحہ فراہم شروع کر دیا۔ ۱۹۹۲ء میں پہلی بار موساد کے ایجنٹ جاسوسی کے جدید ترین آلات لے کر بھارت آئے اور ''را'' کے افسران کو ان آلات کی ٹریننگ دی گئی۔ یہ آلات اور موساد کے ٹرینڈ افسر اس وقت مقبوضہ کشمیر میں کام کر رہے ہیں۔ اسرائیل اس سلسلے میں بھارت کو دو قسم کی امداد فراہم کر رہا ہے۔ وہ بھارت کو کشمیریوں کی تحریک کچلنے میں عملی مدد دے رہا ہے اور عالمی میڈیا کے ذریعے بھارت کے دشمنوں کا امیج خراج کر رہا ہے۔ آئے روز عالمی میڈیا میں پاکستان اور پاکستانی فوج کے خلاف جو خبریں اور اطلاعات شائع ہو رہی ہیں ''سی این این'' اور ''بی بی سی'' کی نشریات میں حریت پسندوں اور مجاہدین کو بار بار ''دہشت گرد'' اور ''مُلّا پاور'' کے جو خطاب دے رہے ہیں یہ سب اسی ایجنڈے اور معاہدے کا حصہ ہے۔

اب آتے ہیں ہم اس اسلحے کی طرف جو اسرائیل بھارت کو فراہم کر رہا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں جب اسرائیل اور بھارت کے مابین سفارتی تعلقات قائم ہوئے تو بھارت نے اسرائیل سے چند ملین ڈالرز کا اسلحہ خریدنا شروع کیا لیکن ۲۰۰۱ء کے آخر تک اسلحہ کی تجارت ۸۰۰ ملین ڈالر تک پہنچ چکی تھی جبکہ ۲ ارب ڈالر کا فائٹر جیٹ کا معاہدہ اور اربوں ڈالر کے دوسرے معاہدے ان کے علاوہ تھے۔ اس وقت تک اسرائیل بھارت کے مگ ۲۱ اور مگ ۲۹ طیارے بہتر بنا کر دے چکا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں اسرائیل نے بھارت کو ایٹمی دھماکہ کرنے میں مدد دی۔ اسے اینٹی شپ میزائل بنا کر دیئے۔ پائلٹ کے بغیر اڑنے والے طیارے بنانے میں بھارت کی مدد کی۔ مگ طیاروں کے فاضل پرزوں اور اسمبلنگ میں مدد دی۔ بھارت کو ہلکے طیارے بنا کر دیئے اور اواکس طیارے فراہم کئے۔ بحریہ میں اسرائیل نے بھارت کو ایئر کرافٹ کیریئر میری ٹائم ریڈار اور حملہ آور جہاز دیئے۔ بری فوج کے سلسلے میں اسرائیل نے بھارت کو جنگی ٹینک، انتہائی جدید ہلکے ہیلی کاپٹر اور میزائل فراہم کئے اور انتہائی جدید ریڈار سسٹم ''گرین پائن'' بھی پیش کیا۔ لہٰذا اس وقت اسرائیل بھارت کا سب سے بڑا عسکری پارٹنر ہے۔

بھارت اسرائیل تعلقات کی یہ کہانی دو چیزیں ثابت کرتی ہے۔ اوّل۔ بھارت شروع دن سے اسرائیل سے تعلقات استوار کرنا چاہتا تھا لیکن وہ روس اور عربوں کو ناراض بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے اسرائیل کو ۱۹۹۰ء تک چادر کے نیچے چھپائے رکھا۔ جونہی عرب اور روس کمزور ہوئے بھارت نے اسرائیل کو باہر نکالا اور اپنے سامنے میز پر بٹھا لیا۔ نمبر دو اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے باوجود بھارت اس وقت تک عربوں کی ''محبوبہ'' ہے۔ بھارت ہر سال سعودی عرب، امارات اور کویت سے ساڑھے ۱۸ ارب ڈالر کی مصنوعات بیچتا ہے اور اس کے ۴۸ لاکھ شہری عرب ریاستوں میں کام کر رہے ہیں۔ یوں عرب اپنے دشمن

کے دوست کو گہرا دوست بنائے ہوئے ہیں۔

یہ تمام حقائق مسلمانوں کی کور مغزی اور بے وقوفی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا دشمن مضبوط سے مضبوط ہو رہا ہے اور وہ اسے مزید بنانے میں جُتے ہوئے ہیں تا کہ جب وہ پوری طرح مضبوط ہو جائے تو انہیں ہی کچل دے۔ شیرون نے نئی دہلی میں کیا خوب بیان دیا تھا: ''بھارت اور اسرائیل کا دشمن ایک ہے، ہم ان دونوں کو مل کر اسے کچلنا چاہیے۔''

سوال یہ ہے کہ بھارت اور اسرائیل کا مشترکہ دشمن کون ہے؟ میں یہ سوال اپنے قارئین کے سامنے رکھتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں ذرا آپ یہ بتائیے یہود و ہنود کے دشمن کون ہیں؟ جب آپ اس سوال کے جواب تک پہنچ جائیں تو مہربانی فرما کر یہ جواب مسلم دنیا کے ۶۱ حکمرانوں تک پہنچا دیں اور پھر ان سے درخواست کریں کہ آپ لوگ خدا کے لیے ہندوؤں اور یہودیوں کو اینٹیں اور پتھر جمع کر کے نہ دیں، وہ لوگ ان پتھروں اور اینٹوں سے ایسے مورچے بنا رہے ہیں جہاں سے ان کی توپیں پورے عالم اسلام کو فلسطین اور کشمیر بنا دیں گی۔

(مطبوعہ: ''ضربِ مؤمن'' ۱۹ تا ۲۵ ستمبر ۲۰۰۳ء)